12580 ـ بيعانه والي بيع كا حكم

سوال

جب خريدار اور تاجر كا سودا طے ہوجائے اور خريدار اس كا بيعانه بهي ادا كردے اور بعد ميں وه چيز نه خريدے تو كيا بائع كوبيعانه واپس نه كركے خود ركهنے كا حق حاصل ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

جي ہاں ايسا كرنا بائع كا حق ہے، اور عمر رضي الله تعالي كا بهي يه فعل ہے اور امام احمد رحمه الله تعالي كا مسلك بهي يہي ہے.

شيخ ابن باز رحمه الله تعالي كہتے ہيں:

(علماء كرام كے صحيح قول كے مطابق جب خريدار اور فروخت كننده بيعانه پر متفق ہوں اور بيع پوري نه ہو تو بيعانه لينے ميں كوئي حرج نہيں) اھ

ديكهيں: فتاوي للتجار ورجال الاعمال صفحه نمبر (49) .

اور مستقل فتوي كميٹي كا فتوي ہے كه:

(بيعانه والي بيع جائز ہے، وه يه كه خريدار فروخت كرنے والے يا اس كے وكيل كو سودا طے ہونے كے بعد مال كي قيمت ميں سے كچھ حصه بطورضمانت بيعانه ادا كرے تا كه كوئي اور اسے نه لے سكے اگر وه يه چيز لے گا تويه قيمت ميں شمار ہوگا اور اگر چيز نه لے تو يه فروخت كرنے والا ركھ لے، اس طرح بيعانه لينا صحيح ہے چاہے قيمت كي ادائيگي كا وقت مقرر ہو يا مقرر نه ہو، اور بائع كوشرعي حق حاصل ہے كه وه سودا طے ہوجانے اور خريدي ہوئي چيز قبضه ميں كرلينے پر خريدار سے قيمت كا مطالبه كرے .

بيعانه كے جواز كي دليل عمربن خطاب رضي الله تعالي عنه كا فعل ہے، امام احمد رحمه الله تعالي بيعانه كے متعلق كہتے ہيں: اس ميں كوئي حرج نہيں، ابن عمر رضي الله تعالي عنهما سے مروي ہے كه انہوں نے اس كي اجازت دي ہے، اور سعيد بن مسيب، ابن سيرين كا كہنا ہے كه: جب اسے يه ناپسند ہوكه خريدي ہوئي چيز واپس كرے گا اور اس كے ساتھ كوئي چيز واپس كرے تو اس ميں كوئي حرج نہيں.

اورجوحديث بيان كي جاتي ہےكہ: (نبي كريم صلي اللہ عليہ نے بيعانہ كي بيع سے منع فرمايا) يہ حديث ضعيف ہے امام احمد وغيرہ نے اسے ضعيف قرار ديا ہے لهذا يہ قابل حجت نہيں) اھ

ديكهيں: فتاوي اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ والافتاء (13 / 133)

واللہ اعلم .